پاکستان کے بارے میں امریکی وزارت خارجہ کی رپورٹ

لاہور (خصوصی نامہ نگار) امریکی محکمہ خارجہ نے پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال کے بارے میں رپورٹ برائے سال ۱۹۹۵ء جاری کر دی ہے جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ پاکستان میں عدلیہ آزاد نہیں۔ آئین کے تحت عدلیہ کو آزاد ہونا چاہیے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ صدر کے پاس ججوں کے تبادلوں اور ایڈ ہاک تقرریوں کا اختیار ہے جس کے باعث انتظامیہ سپریم کورٹ، ہائیکورٹ اور نچلی عدالتوں پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ روایت بن چکی ہے کہ سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے ججوں کو ایک سال کے لیے ایڈ ہاک بنیادوں پر مقرر کیا جاتا ہے اور بعد میں مستقل کیا جاتا ہے۔ قانونی ماہرین کے خیال میں ایڈ ہاک بنیادوں پر مقرر ہونے والے جج مستقل ہونے کے لیے حکومت کی مدد کرتے ہیں۔ ریٹائرڈ وکیل انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کے جج بنا دیے گئے ہیں جن کی خدمات کنٹریکٹ پر حاصل کی جاتی ہیں۔ انہیں بھی مستقل ہونے کے لیے حکومت کے پسندیدہ فیصلے دینے پڑتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے اپوزیشن کے ایم این اے کی درخواست ضمانت مسترد کر دی حالانکہ عام طور پر نچلی عدالتیں اس قسم کے مقدمات میں ضمانت لے لیا کرتی ہیں۔ ۳۱ جولائی ۱۹۹۵ء کو بینکنگ کورٹ کے سپیشل جج میاں قربان صادق اکرام کو محض اس لیے ہٹا دیا گیا کہ ایک دن پہلے انہوں نے اپوزیشن لیڈر میاں نواز شریف کی عبوری ضمانت منظور کر لی تھی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اپوزیشن لیڈر اور ان کے خاندان کے افراد کے خلاف بہت سے مقدمات بنا دیے گئے ہیں۔ رپورٹ میں انسانی حقوق کی صورتحال پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کراچی میں جعلی پولیس مقابلوں کا ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ۱۹۹۵ء میں جعلی پولیس مقابلوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ مجموعی طور پر گزشتہ سال کراچی میں ۱۸۰۰ افراد جبکہ ۵۰۰ پولیس والے قتل ہوئے۔ جعلی پولیس مقابلوں میں الطاف گروپ اور حقیقی گروپ دونوں کے کارکن قتل ہوئے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ الطاف حسین کے بھائی اور بھتیجے کو وزیر اعلیٰ سندھ کے بھائی کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے مارا گیا۔ پولیس ذرائع کا کہنا ہے کہ عدالتیں مجرموں کو سزا نہیں دیتیں اس لیے انہیں مارنا پڑتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق الطاف گروپ اور حقیقی گروپ دونوں ایک دوسرے کے کارکنوں کے قتل میں ملوث ہیں۔

رپورٹ میں حقیقی گروپ پر الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے الطاف گروپ کی سات عورتوں کے ساتھ زیادتی کی۔ پنجاب میں بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ کشیدگی اور دہشت گردی کے بعض واقعات پر بھی تشویش ظاہر کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں حکومت اور پرائیویٹ گروپوں کی طرف سے اخبارات کو پابند کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود آزاد اخبارات کو کنٹرول نہیں کیا جا سکا۔ حکومت نیوز پرنٹ اور اشتہارات کے کوٹے کے ذریعے اخبارات کی ادارتی پالیسی پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتی ہے۔ حکومت اور اپوزیشن دونوں صحافیوں کو رشوت دے کر حمایت حاصل کرتی ہیں۔ مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے صحافیوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے ڈرایا جاتا ہے اور حکومت صحافیوں کو گرفتار بھی کرتی ہے۔ ۷ جون کو ایف آئی اے نے ایک صحافی ظفریاب احمد کو گرفتار کر کے ان پر بغاوت کا مقدمہ بنا دیا۔ انہیں لاہور ہائیکورٹ نے ضمانت پر رہا کیا اور مقدمہ ابھی تک زیر سماعت ہے۔ کراچی کے جریدے نیوز لائن کی ایڈیٹر رضیہ بھٹی کو گورنر سندھ کے خلاف ایک مضمون شائع کرنے پر پولیس نے تنگ کیا۔ سپاہ صحابہ نے اسلام آباد میں بی بی سی کے دفتر پر حملہ کیا۔ اسلامی جمعیت طلبہ نئے سال کی تقریبات پر حملہ کرتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان کے تعلیمی اداروں میں اسلامیات لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ غیر مسلموں کے لیے اسلامیات پڑھنا ضروری نہیں ہے لیکن بعض تعلیمی اداروں میں غیر مسلم طلباء کو اسلامیات زبردستی پڑھائی جاتی ہے۔ رپورٹ میں قادیانیوں کے ساتھ ہونے والی مبینہ زیادتیوں کا بار بار ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ قادیانیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنے کی اجازت نہیں۔ ۱۹۹۵ء میں ۱۵ دفن شدہ قادیانیوں کی لاشیں قبروں سے باہر نکال لی گئیں۔ قادیانیوں کا فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے پاسپورٹ جاری نہیں کیا جاتا۔ ان پر توہین رسالتؐ کے مقدمات بنا دیے جاتے ہیں۔ توہین رسالت کے قانون کا ناجائز استعمال ہوتا ہے۔ اپریل ۱۹۹۵ء میں مظفر گڑھ کی ایک لیڈی سکول ٹیچر کیتھرین شاہین پر توہین رسالت کا الزام لگا۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ الزام پیشہ ورانہ رقابت کا نتیجہ تھا۔ رپورٹ کے مطابق حکومت نے مسلم لیگ (ن) کے چار ارکان قومی اسمبلی اور ایک سینٹر اور سندھ اسمبلی کے گیارہ ارکان پیش کر دیے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو ان کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔ چائلڈ لیبر کے قوانین پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ رپورٹ کے مطابق صنعتی تعلقات کے قانون ۱۹۶۹ء کے تحت ایکسپورٹ پروسیسنگ زون میں مزدوروں کو یونین سازی اور ہڑتال سے روکا جا سکتا ہے۔ یہ قوانین آئی ایل او سے متصادم

ہیں۔ آئی ایل او نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اساتذہ کو ریلوے، ٹیلی ویژن اور ریڈیو میں یونین سازی کا حق دیا جائے۔

(روزنامہ پاکستان، لاہور، ۷ مارچ ۹۸ء)

امریکی معیشت کا مخدوش مستقبل

واشنگٹن (اپ ب) امریکہ میں خزانے کے محکمے فیڈرل ریزرو کے چیئرمین ایلن گرینزپان نے اخبارات پر الزام لگایا ہے کہ وہ امریکہ کی معیشت کو مایوس کن قرار دے کر ایسا تاثر پھیلا رہے ہیں جیسے معیشت کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور حکومت گھر جانے والی ہے تاہم انہوں نے تصدیق کی کہ سرمایہ داروں کے خوف کی وجہ سے حالیہ چند ہفتوں کے دوران اور امریکہ دنیا کے دیگر حصوں میں کھربوں ڈالر منڈی سے غائب ہو چکے ہیں۔ سٹاک مارکیٹ میں بھی بحران کے باعث ڈیڑھ ارب ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے۔ ایلن گرینزپان نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کا امریکہ کے اندر کاروبار اور عام آدمی پر کیا اثر پڑے گا۔ یہ ایسا وقت ہے جب ہمیں اقتصادی حوالے سے نہایت محتاط اقدامات کرنے پڑیں گے۔ انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا کہ اگست کے بعد سے عالمی سطح پر سٹاک مارکیٹ کے بحران اور قرضوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے امریکہ کی معیشت کافی حد تک کمزور ہو چکی ہے۔ رپورٹ کے مطابق عالمی بینک اور آئی ایم ایف کے اجلاس اور دنیا بھر کے وزیر خزانہ کے اجلاس ایشیا، روس اور لاطینی امریکہ کے اقتصادی بحران کے حل تلاش کیے بغیر ختم ہو جانے کا امکان ہے۔ ایلن گرینزپان نے تجویز پیش کی کہ امریکہ کی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے شرح سود مزید گھٹا دی جائے جو پہلے ہی گزشتہ ۳۰ سالوں کے دوران سب سے کم رہ گئی ہے۔

(روزنامہ اوصاف، ۱۲۔ اکتوبر ۹۸ء)